مجلس 5

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر

پانچ نعمتیں:

ارشاد فرمایا، حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جسے یہ پانچ نعمتیں مل گئیں تو سمجھے کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں۔

1. شکر کرنے والی زبان
2. ذکر کرنے والا دل
3. مشقت اٹھانے والا بدن
4. وطن کی روزی
5. نیک بیوی

ارشاد فرمایا نعمتیں کھاتے کھاتے دانت ٹوٹ جاتے ہیں لیکن شکر کرتے ہوئے زبان نہیں گھستی۔ ارشاد فرمایا، نعمتیں کھاتے کھاتے دانت ٹوٹ گئے لیکن شکوے کرتے کرتے زبان نہیں تھکی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم شکر کرو گے تو ضرور بہ ضرور نعمتیں زیادہ کردوں گا۔ ایک شکر عملی طور پر ہوتا ہے اور اس کا کم

سے کم درجہ یہ ہے کہ زبان سے ہر وقت شکر ادا کرتے رہیں۔ آج انسان کے اندر قناعت نظر نہیں آتی وہ اوپر سے اوپر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ مفہوم حدیث ہے کہ اگر انسان کو سونے کا ایک جنگل دے دیا جائے تو ایک اور کا سوال کرنے لگے گا۔

نعمتوں کی قدر کرنا:

ارشاد فرمایا، اگر انسان اپنے سے نیچے والے کو دیکھے تو شکر پیدا ہوگا۔ لوگ دنیا کے بارے میں اپنے سے اوپر دیکھتے ہیں اور دین کے بارے میں اپنے سے نیچے کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ دین میں اپنے سے زیادہ نیک کو دیکھیں تاکہ نیکی کی رغبت ہو اور دنیا کے بارے میں اپنے سے غریب کی طرف دیکھے تاکہ شکر کا جذبہ پیدا ہو۔ جو جہاں کہیں ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے کیا ملا؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھیں دیں اندھے کو دیکھیں جو امی ابو کہتا ہے لیکن انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ ایک آدمی جا رہا تھا۔ سخت گرمی تھی، پاؤں میں چپل نہ تھی، ننگے پیر چل کر مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ دل میں بات آئی کہ میرے پاس پہننے کے لئے جوتے تک نہیں ہیں، ننگے پاؤں چلنا پڑ رہا ہے۔ اتنے میں اس کی نظر ایک ایسے معذور آدمی پر پڑی جس کے پاؤں ہی نہیں تھے بیساکھیوں کے سہارے چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر دل میں ندامت محسوس ہوئی کہ میرے تو پاؤں سلامت ہیں۔ پھر بھی شکوہ کر رہا ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اعضا تو سلامت دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہئے۔

کمال درجے کا شکر:

ارشاد فرمایا، مکان والے کو چاہئے کہ انہیں دیکھے جو دربدر پھرتے ہیں اور

کوئی مکان سر چھپانے کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ بات سوچیں گے تو دل میں شکر کے جذبات پیدا ہوں گے۔ مفسرین نے فرمایا کہ الحمدللہ رب العالمین میں کمال درجے کا شکر ہے۔ نرم بستر، گرم کھانا، اور آرام ملنے پر دل سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ موت کے علاوہ سورۃ فاتحہ میں ہر چیز کا علاج ہے۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہماری تو ریح بند ہو جائے تو کہیں کے نہیں رہتے۔ اگر پیشاب بند ہو جائے تو میں نے پہلوانوں کو بھی روتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس کا سانس اکھڑ جاتا ہے اور جنہیں دمے کی بیماری ہوتی ہے سوچیں کہ کتنی تکلیف میں ہوتے ہوں گے۔ گونگے سے پوچھیں کہ بولنے کی کیا قدر و قیمت ہے۔ نعمتیں چھننے سے پہلے ان کا احساس شکر پیدا کر لیں بہتر ہے۔

اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات سادہ باتوں میں بھی بہت نصیحت ہوتی ہے۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے، اگر غور و فکر نہ کریں تو بڑی بڑی باتوں اور واقعات سے بھی نصیحت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے عبرت حاصل کرنے کے لئے غور و فکر ضروری ہے۔ گوجرانوالہ میں ایک آدمی کا بچہ ہوا وہ بچہ بہت زیادہ روتا تھا۔ وجہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ بچہ روتا کیوں ہے؟ جب ڈاکٹروں نے چیک اپ کیا تو پتہ چلا کہ اس کے پاخانے کا سوراخ نہیں ہے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے پاخانے کی جگہ بنائی لیکن مسلسل پاخانہ نکلتا رہتا تھا۔ وہ سوراخ بند نہیں ہوتا تھا۔ دنیا کے سارے ڈاکٹر مل کر بھی پاخانہ خارج ہونے کی جگہ نہیں بنا سکتے۔ انسان کی بے بسی اظہر من الشمس ہے پھر یہ اکڑنا کس بات پر ہے۔ ہماری زندگی کا ہر ہر لمحہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے گزرنا چاہئے۔ الحمدللہ تو ہر وقت ہماری زبان پر

جاری ہونا چاہئے۔ ہر نعمت پر الحمد للہ الحمد للہ ہی زبان سے نکلے ناشکری کے کلمات سے بچیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب بندے کی پکڑ کرتے ہیں تو ننگی کا ناچ نچا دیتے ہیں۔ بڑے بول بولنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ ایک وکیل جو دہریہ بھی تھا اور بڑی باتیں بناتا تھا۔ بس اس کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ آ گئی اس کو ایسی ابکائیاں آنے لگیں کہ اس میں پاخانہ نکلتا تھا۔ منہ کے راستے پاخانہ آنے لگا۔ بڑا تفصیلی واقعہ ہے لیکن مختصر کہنا یہ ہے کہ اللہ کی پکڑ بڑی ہی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے:

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں اپنی نظر کی ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے۔ نظر کو بھٹکنے سے بچالیں نظر کسی غیر محرم پر مت ڈالیں۔ ورنہ باطنی بصیرت چھین لی جائے گی۔ اس کے علاوہ گناہ مصیبت کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست ہیں ان کو یہ بیماری لگی ہوئی ہے کہ آنکھوں کے پپوٹے اوپر کو اٹھ گئے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آنکھیں دھوئی جاتی ہیں لیکن پریشانی یہ ہوتی ہے کہ بار بار پانی ڈالنے سے آنکھوں پر زخم بن گئے ہیں۔ آنکھیں بہت نازک چیز ہیں۔ آنکھوں کی پلکیں گرد و غبار کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد صاف کرتی رہتی ہیں۔ جب کوئی آنکھ کی تکلیف ہوتی ہے تو پھر احساس ہوتا ہے کہ آنکھ کا پانی معمولی سی چیز ہے مگر کتنی اہم ہے۔ اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اگر ایک ایک نعمت کی تفصیل میں چلے جائیں تو بیان نہیں کر سکتے۔ امریکہ میں فورڈ ویگن بنانے والے مالک نے اعلان کیا کہ اگر مجھے کوئی آدھی روٹی کھانے کے قابل بنادے تو میں اسے اپنی آدھی دولت دے دوں گا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ نعمت دے دیتے ہیں مگر استعمال کرنے سے روک دیتے ہیں کہ انسان نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر

ترستا رہتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے ڈرتے رہیں۔

ایک ایک جوڑ کا شکرادا کرنا:

ارشاد فرمایا، ہمارے جسم میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار شریانیں ہیں۔ اگر کسی ایک میں خون جانا بند ہو جائے تو پتہ چلے کہ ایک ایک شریان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ ہمارے جسم میں 360 جوڑ ہیں ایک ایک جوڑ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اگر ہماری سانس کی نالی میں ایک قطرہ پانی چلا جائے تو پتہ چلے کہ اس نالی کی کتنی اہمیت ہے۔ بس خود کار نظام بنا دیا۔ اگر ایک لقمہ سانس کی نالی میں چلا جائے تو بس اسی وقت کام تمام ہو جائے۔ ارشاد فرمایا چند دن ہوئے لاہور سے آرہا تھا کسی مانگنے والی بچی نے ویگن کا شیشہ کھٹکھٹایا۔ نامحرم ہونے کی وجہ سے آنکھیں جھکالیں۔ آخر وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے، کسی کی بہن ہے، جو اس طرح دوسرے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی پھر رہی ہے۔ الحمد للہ ہماری بہنیں، بیٹیاں، عزت سے گھر میں موجود ہیں یہ کتنا بڑا اللہ کا احسان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں۔

شکایت کی پٹی:

ارشاد فرمایا، اگر کسی کے دانت میں درد ہو جائے تو کہے گا کہ مذاق رہنے دو مجھے کوئی بات اچھی نہیں لگ رہی۔ ایک دفعہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک نوجوان کو سر پر پٹی باندھے ہوئے دیکھا۔ پوچھا یہ کیوں باندھی ہے؟ تو اس نے کہا کہ سر میں درد ہے۔ کہنے لگیں کہ تو نے 30 سال صحت کی زندگی بسر کی تو شکر کی پٹی نہ باندھی ایک دن درد ہوا تو فوراً شکایت کی پٹی باندھ لی۔ بھائی بھائی کا شکر

ادا نہیں کرتا ۔ بیٹا باپ کو آنکھیں دکھاتا ہے اور بیوی کو کوئی چیز نہ ملے تو بس ناشکری کر جاتی ہے ۔ حدیث کا مفہوم ہے جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ رب تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

اگر انسانوں کا شکر ادا کرتا ہے تو جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہو اور اگر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو الحمد للہ کہو ۔ اللہ تعالیٰ نے سب نعمتوں سے بڑھ کر ہمیں اسلام کی نعمت عطا کی ہے ۔ اگر گنہگار بھی ہیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دیں گے اور مہربانی کا معاملہ فرماتے ہوئے جنت میں داخل کریں گے ۔ ہمیں تو ان روحانی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

شکریہ کہنے کی عادت:

ارشاد فرمایا، آج یہ پختہ ارادہ کر لیں کہ شکر کی عادت اپنانی ہے ۔ اگر مشق کریں گے تو عادت پڑ جائے گی ۔ اگر شکر کرو گے تو ضرور بالضرور اور زیادہ دیں گے (القرآن الحکیم) ۔ اگر ہمیں کوئی پین بھی پکڑائے تو شکریہ ادا کریں بلکہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر شکریہ کہنے کی عادت ڈالیں تا کہ پھر یہ عادت پختہ ہو جائے ۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا، کہ میرے بھائی جان نے مجھے بتایا کہ ایک گاؤں میں بوڑھے باپ نے بیٹے سے کہا کہ مجھے پیشاب کرادو ۔ اس نے نہیں کروایا۔ پھر کہا کہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پلا دو ۔ تو اس نے جوتے میں گندی نالی سے پانی ڈال کر اس کے منہ میں ڈال دیا ۔ استغفر اللہ

جو لوگ بچوں کو مسجد میں یا دینی مدارس میں جانے سے روکتے ہیں وہ بچے پھر دنیاوی تعلیمی اداروں میں دنیا کی تعلیم تو پا لیتے ہیں لیکن ماں باپ کی خدمت کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے نماز میں اتنا لمبا سجدہ کیا، لوگوں نے کہا اتنا لمبا سجدہ؟ فرمایا کہ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ گویا میں نے اللہ تعالیٰ کے قدموں میں سر رکھ دیا ہے۔ سر اٹھانے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ اللہ والوں کی یہ شان ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ادب سے بات کرنی بھی نہیں آتی۔ ایک دفعہ فیصل آباد ایک کارخانہ میں گیا ایک فورمین سے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ پہلے تو وہ (اللہ تعالیٰ) پانچ منٹ میں سن لیتا تھا اب پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے؟۔ اب تو میں نے نمازیں بھی پڑھنی چھوڑ دی ہیں۔ دیکھیں ہمارا کیا حال ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے متعلق ادب سے بات بھی نہیں کرنا آتی۔ کتنے افسوس کی بات ہے یہ سب بے ادبیاں اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا، کہ تم سب شادی شدہ بیٹھے ہو، تمہاری بیویوں نے کبھی شکر کا لفظ بولا ہے۔ ساری عمر خدمت کرتے رہو بس ایک ہی بات میں ساری نعمتوں پر پانی پھیر دیں گی کہ یہ سب کچھ تم بچوں کے لئے کر رہے ہو۔ میرے لئے کیا کیا ہے؟ پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو خاوند کے دکھ بانٹ لیتی ہیں جو تکلیفوں کے باوجود خاوند کی خدمت کرتی ہیں۔

جرمن عورتوں کی فرمانبرداری:

ارشاد فرمایا، دنیا کے سروے کے مطابق جرمن عورتیں زیادہ خدمت گزار اور فرمانبردار ہوتی ہیں۔ ایک جرمن خاتون سے خدمت و برداشت کے متعلق پوچھا گیا اس نے کہا زندگی کا لطف ہی جب ہے کہ خاوند کی خدمت کی جائے۔

اس نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں اپنے پرانے اور نئے کپڑوں کو علیحدہ کر رہی تھی کہ پرانے کپڑے پھینک دوں گی اور نئے رکھ لوں گی اتنے میں میرا خاوند آ گیا۔ اس نے کہا یہ کام میں کر لیتا ہوں۔ آپ میرا فلاں کام کر دیجئے۔ میں اس کے کام میں لگ گئی۔ اس نے نئے کپڑے گندے ٹرک میں پھینک دیئے اور پرانے دھونے کو دے دیئے لیکن میں نے اسے اس کی غلطی کا احساس تک بھی نہیں ہونے دیا۔ اگر خاوند ہمارے ہاں بیوی کو یہ کہے کہ میں نے تیرے لئے یہ کیا وہ کیا کہے گی کہ اپنے بچوں کے لئے کیا ہے میرے لئے کیا کیا ہے؟ بس احسان تو کسی طور پر ماننے کی نہیں ناشکری ہی کرتی رہے گی۔ ناشکری بہت بری عادت ہے اسے چھوڑنا چاہئے۔

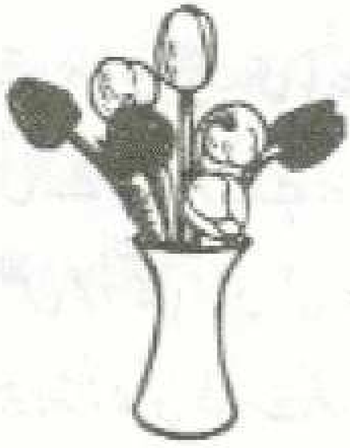

مجلس 6

مریدوں کی اصلاح

شیخ کی خدمت:

ارشاد فرمایا، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت حسین قصاب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور انہی سے فردیت کی نسبت مل گئی اور کامل ہو گئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں حالانکہ میں تو حسین قصاب رحمۃ اللہ علیہ کا احسان مند ہوں۔ اللہ والے روحانی نعمتیں ملنے پر مادی نعمتیں ملنے سے بھی زیادہ احسان مند ہوتے ہیں۔ ایسے اللہ والے بھی گزرے ہیں کہ اپنے شیخ کے احسان کی وجہ سے ساری عمران کی اولاد کی خدمت کرتے رہے۔ ارشاد فرمایا، اگر کوئی ایک دن کھانا کھلائے تو اس کا شکر ادا کرتے ہوئے ہماری زبان نہیں تھکتی جو ایک مہینہ کھلائے یا ایک سال کھلائے تو اس کا شکر کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ جو شیخ جنت میں لے جانے کا باعث بنے تو اس کا کتنا احسان مند ہونا چاہیے۔ جس طرح بادشاہ کسی کو خدمت کے لئے چن لے تو غلام کا نہیں بادشاہ کا احسان ہے

اسی طرح شیخ کا بھی احسان ہوتا ہے کہ اگر کسی کو خدمت کا موقع دے دیں۔ اس بات پر شیخ کا احسان مند ہونا چاہیے جو بھٹکتے راہی کو منزل کی راہنمائی کرتا ہے۔

مرید کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، میرے شیخ کی عادت شریفہ تھی کہ سب کے درمیان بھی ٹوک دیتے حتیٰ کہ وعظ کے درمیان بھی ٹوک دیتے۔ اس کی مثال مالی کی طرح ہے کہ اگر پودوں کی کانٹ چھانٹ نہ کرے تو کیسے بھدے لگتے ہیں۔ اگر شیخ چوک میں کھڑا کر کے جوتے مارے تو مخلص مرید جوتا اٹھا کر دے اور یہ بھی نہ پوچھے کہ کیوں مار رہے ہیں۔ مرید کی اسی میں اصلاح ہے اور مرید کی ''میں'' اسی طرح مٹے گی۔ یہ میں کا مٹنا بہت مشکل کام ہے جو انسان بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ گھر میں رو رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! حضور ﷺ کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ میرے مال میں سے بھی اسی طرح تصرف فرمائیں جس طرح اپنے مال میں تصرف فرماتے ہیں۔ وہ سچے مرید تھے دل کی التجا اللہ نے پوری فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دل میں ڈال دیا اور آپ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے مال میں اسی طرح تصرف فرماتے جس طرح اپنے مال میں تصرف فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ابو بکرؓ کے مال نے اتنا فائدہ دیا کہ اتنا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا۔

دنیا کے مال کی مثال:

ارشاد فرمایا، آج کل کے پیروں کی یہ حالت ہے کہ مریدوں کو پڑھاتے ہیں کہ پیر کی خدمت کرو اور پیسے دو ہم تمہیں آگے بخشوا دیں گے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محمود غزنوی بیٹھے

ہوئے تھے اور مال پیش کر رہے تھے۔ حضرت نے لینے سے انکار فرمادیا اور روٹی کے چند سوکھے لقمے جو آگے رکھے تھے وہ محمود غزنوی کو پیش کئے وہ ان کے گلے میں اٹکنے لگے تو انہوں نے پانی سے بڑی مشکل سے ان سوکھے ٹکڑوں کو حلق سے نیچے اتارا۔ فرمایا جس طرح یہ سوکھے ٹکڑے تیرے گلے میں اٹک رہے ہیں اسی طرح یہ مال بھی میرے اندر نہیں اتر سکتا۔ محمود کو پھر بھی بات سمجھ نہ آئی پھر اصرار کیا کہ مال رکھ لیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں آ کر روپوں کی تھیلی کو پکڑ کر نچوڑا تو خون نکلنے لگا۔ فرمایا، کیا تو لوگوں کا چوسا ہوا خون مجھے پلانا چاہتا ہے۔ محمود نے یہ دیکھا تو آپ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔

بادشاہ کی آمد کا واقعہ:

ایک اور واقعہ ارشاد فرمایا، کہ حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مریدین صفائی میں لگے ہوئے تھے۔ ایک مرید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جوئیں نکال رہا تھا اتنے میں محمود غزنوی آ گیا اور ایک آدمی دوڑا کہ حضرت کو بادشاہ کی آمد کی اطلاع دیں۔ جو خادم جوئیں نکال رہا تھا اسے اشارہ کیا تو وہ ایک دم اچھل پڑا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا، بادشاہ آ رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اوہو! میں سمجھا کوئی بڑی جوں تیرے ہاتھ لگی ہے۔ ارشاد فرمایا نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ وَ بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ (وہ امیر اچھا ہے جو فقیر کے دروازے پر ہو اور وہ فقیر برا ہے جو امیر کے دروازے پر ہو)

محمود غزنوی کی بخشش:

ارشاد فرمایا، محمود غزنوی کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا

کہ بخشش کیسے ہوئی؟ کہا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی مٹی کو برکت کے لئے چہرہ پر مل لیا تھا اس کی برکت سے معافی ہوگئی۔ ایک اور آدمی تھا اس کی وفات کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیسے بخشش ہوئی۔ کہا کہ ایک دفعہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو ولی سمجھ کر چہرے پر نظر ڈالی تھی تو اس عمل کی وجہ سے بخشش ہوگئی۔ خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ بھی مٹی پر نماز پڑھ لیتے اور ایسے ہی مٹی لگی ہوئی مریدین میں آجاتے اور کچھ پرواہ نہ کرتے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ یہ عاجزی اولیاء اللہ کی خاص نشانی ہے۔

عاجزی و انکساری میں کیسی لذت ہے
یہ رئیس و نواب کیا جانیں
ہم سے پوچھو مزے فقیری کے
یہ شیخ عالی جناب کیا جانیں

اہل دل بزرگ:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کو ملنے کے لئے جانا چاہتے تھے۔ مگر مریدین کے ہجوم کے ساتھ جانا ادب کے خلاف لگ رہا تھا۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمامہ کسی کو دے دیں، عصا کسی اور کو دے دیں اس طرح آپ ظاہر بھی نہیں ہوں گے اور ملاقات بھی ہو جائے گی۔ بس حضرت اسی طرح چل دیئے آگے سے وہ بزرگ بھی اہل دل تھے جب اس حالت میں دیکھا تو بھی پہچان لیا اور مریدین کو پیچھے ہٹاتے ہوئے حضرت سے گلے ملنے لگے۔ ایک مرید کو حال طاری ہوگیا وہ بار بار کہے جا رہا تھا کہ حضرت! آپ کیسے چھپ سکتے ہیں، آپ کیسے چھپ سکتے ہیں؟

مرید کا خواب:

ارشاد فرمایا، ایک دنیا دار پیر تھا اس کا ایک مرید اس کے پاس آیا اور خواب بیان کیا۔ مرید نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ پیر کے ہاتھ پر شہد لگا ہوا ہے اور مرید کے ہاتھ پر گند لگا ہوا ہے۔ پیر نے کہا کہ بالکل سچا خواب دیکھا ہے۔ کہا ہم تو اللہ والے ہیں اور تم دنیا کے کتے ہو۔ مرید نے کہا، ذرا آگے بھی تو سنیے کہ آپ میرا ہاتھ چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کا ہاتھ چاٹ رہا ہوں۔
ارشاد فرمایا، اس پیر کا مرید تو کچی طلب والا تھا اور خواب بھی سچا تھا۔ پیر کی نظر مرید کے مال پر تھی، یہ حرص اور لالچ ایسی بری بلا ہے کہ انسان کی روحانیت کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

ابراہیمی نظر پیدا مگر بہت مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

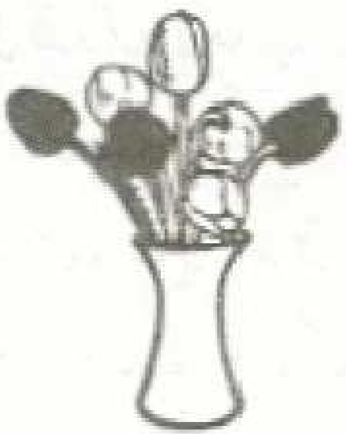

مجلس 7

زندگی کی قدر کیجیے

پانچ چیزوں کی قدر:

چند انتہائی قیمتی اور اہم باتیں عرض کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، اس بات کا احتمال ہے کہ رمضان المبارک کا آج آخری دن ہوگا۔ اسی لئے چند ضروری گذارشات عرض کئے دیتا ہوں۔ (حضرت جی کی بات سچ ثابت ہوئی اور تراویح کے بعد اعلان ہوگیا کہ کل دن کو عید ہوگی)۔

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے کہ پانچ کی پانچ سے پہلے قدر کرو۔ زندگی کی قدر موت سے پہلے، جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے، مال کی قدر غربت سے پہلے، فرصت کی قدر کرو مشغولی سے پہلے، صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے۔ جن لوگوں نے اعتکاف کیا ہے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ 9 دن گزرتے دیر نہیں لگی۔ صرف یہی نہیں بلکہ انسان کی زندگی بھی اسی طرح گذر جاتی ہے۔ صحت ایسی نعمت ہے کہ جس کے ملنے پر کئی اور نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بیماری بھی ایک نعمت ہے یہ درجات کو بڑھاتی ہے لیکن اگر ناشکری کریں

اور اعمال چھوٹ جائیں تو وہ بیماری وبال جان بن جاتی ہے۔ بیماری میں بھی زبان پر شکر اور اعمال محفوظ ہوں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

مصیبت پر اجر:

ارشاد فرمایا، بندے کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس پر اجر ملتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ گھر میں موجود تھے کہ گھر کا چراغ بجھ گیا حضور ﷺ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی۔ حضرت عائشہؓ حیران ہو کر پوچھنے لگیں۔ یہ آیت تو بڑی مصیبت اور غم پر پڑھی جاتی ہے۔ فرمایا، چراغ کا بجھ جانا بھی مومن کے لئے مصیبت ہے اور اس پر بھی اجر ملتا ہے۔ اس سے اندازہ کریں کہ بڑی مصیبتوں پر کتنا زیادہ اجر ملے گا۔ بیماری کے زمانے میں جو اعمال چھوٹ جاتے ہیں تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ صحت کے زمانے کے اعمال کے برابر لکھتے رہو۔ تکلیف کی وجہ سے جو آواز نکلتی ہے اس پر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ہر آواز اور آہ پر سبحان اللہ اور الحمد للہ لکھتے رہو۔

بیماری بھی رحمت ہے:

ارشاد فرمایا، جو بیماری رحمت بن کر آئے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس میں سکون ہو اور اعمال کا ناغہ بھی نہ ہو بے چینی بھی نہ ہو تو یہ رحمت ہے۔ بعض دفعہ انسان برے اعمال کرتا ہے پھر ان کو بھول جاتا ہے اور توبہ بھی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے اعمال کے لئے مہربانی کی صورت نکالی۔ چنانچہ اس پر کوئی نہ کوئی مصیبت بھیج دیتے ہیں اور اس مصیبت کو بہانہ بنا کر بخش دیتے ہیں۔ آدمی بعض خاص مقامات حاصل کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور اس میں اتنی استطاعت نہیں ہوتی کہ وہ مقام حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ کوئی پریشانی کوئی مصیبت بھیج

دیتے ہیں تاکہ وہ قرب کی ان منازل کو پہنچ جائے۔

کالے علم کے اثرات:

ارشاد فرمایا، جو مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے ہم کہتے ہیں کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے۔ حالانکہ کسی نے کچھ نہیں کیا بلکہ ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر کچھ کیا ہے۔ برے اعمال کا وبال پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان پریشان ہوتے ہیں۔ انسان اپنے ہاتھوں سے اپنا بیڑا غرق کر لیا کرتے ہیں۔ عورتیں چار رکعت نماز مصلّی پر نہیں پڑھ سکتیں بلکہ تعویذ گنڈوں والوں کے پیچھے بھاگتی ہیں۔ بعض لوگ کالے علم والوں کے پیچھے بھاگتے ہیں فرمایا، جیسا نام ''کالا علم'' ہے اس کے اثرات بھی بہت برے ہوتے ہیں۔ کیا سارے جن مسلمانوں کے لئے ہی بیٹھے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں کیوں نہیں آتے۔ جب تک انسان نیک اعمال کرتا رہے جن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر انسان غافل نہ ہو اور برے کام نہ کرے تو جن انسان پر غالب نہیں آسکتے۔

مخلوق کا مطیع ہو جانا:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تبلیغ کے لئے گئے اور تھک کر ایک جگہ ایک کمرے میں سو گئے۔ سوتے میں آنکھ کھلی تو دیکھا، کوئی پاؤں دبا رہا تھا۔ فرمایا، میں نے تو کنڈی لگائی تھی تم کون ہو؟ کہا ہم ساتھ والے درخت پر رہتے ہیں۔ ہم جن ہیں، ہم نے چاہا کہ کچھ خدمت کر کے آپ سے برکت حاصل کر لیں۔ جنوں کی مخلوق اس طرح اہل اللہ کی مطیع ہو جاتی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بننا چاہئے۔ دل میں اللہ کے سوا کسی کا بھی ڈر نہ ہو۔ بیماریاں اور مشکلات اس لئے آتی ہیں

کہ انسان رجوع الی اللہ کرے۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ صحت انسان کے لئے ایک رحمت ہے تو بیماری دوہری رحمت ہے کیونکہ دگنا اجر وثواب ملتا ہے۔

بیماری کی وجہ سے گناہوں کا جھڑنا:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات بیماری کی وجہ سے انسان کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ ہم تو کمزور لوگ ہیں ہم صحت والی رحمت مانگتے ہیں کیونکہ بیماری والی دہری رحمت برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا، حضرت ایوب علیہ السلام کے جگہ جگہ زخم ہو گئے تھے اور ان میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ اگر کوئی کیڑا نیچے گر جاتا تو کیڑے کو اٹھا کر جسم میں رکھ لیتے کہ تیری غذا تو میرے جسم میں ہے۔ صحت کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ کی زندگی کا بہترین دور کونسا تھا۔ فرمایا، وہ وقت جب کہ میں بیمار تھا اور یہ عالم ہوتا تھا کہ صبح کو بھی اللہ تعالیٰ میری مزاج پرسی فرماتے اور شام کو بھی مزاج پرسی فرماتے۔ اس پوچھنے کی لذت اب تک نہیں بھول سکا۔ اللہ رب العزت کا مزاج پرسی کرنا میرے لئے سکون کا باعث تھا۔

100 شہیدوں کا ثواب:

ارشاد فرمایا، جتنی رکاوٹیں زیادہ ہوں عمل میں اتنا ہی اجر وثواب زیادہ ملتا ہے۔ بعض دوست پوچھتے ہیں کہ مراقبہ میں خیالات بہت آتے ہیں اور رکاوٹ بنتے ہیں۔ فرمایا، تبھی تو اس کا اجر زیادہ ملتا ہے۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ارشاد فرمایا، جو سنت پر عمل کرتا ہے تو اسے 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ مفہوم حدیث ہے کہ قرب قیامت میں ایک مجمع کے قریب سے ایک عورت گزرے گی۔ ان میں سے ایک آدمی اس عورت سے زنا کرے گا ان میں سے جو آدمی اس سے کہہ دے گا کہ اوٹ کر لیتے تو اسے کامل مومن کے برابر ثواب ملے گا۔ یعنی جتنا سنت پر عمل کرنا مشکل ہوگا اتنا ہی اس کا اجر وثواب زیادہ ہوگا۔

احوال کی خرابی کی وجہ:

ارشاد فرمایا ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے۔ جس گھر میں ٹی وی ہو ایسا ہے جیسے ایک بریگیڈ شیطان کی فوج گھر میں موجود ہے۔ اس شہر میں ایک بھی آدمی ایسا دکھا دیں جس نے ٹی وی دیکھ کر نیکی کی زندگی اختیار کی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے مزامیر توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور ہم ٹی وی کے لئے دلائل دیتے پھرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ٹی وی کا روزمرہ کا استعمال بہت برا ہے۔ عورتیں جو کچھ ٹی وی پر دیکھتی ہیں ویسا ہی ڈیزائن اپنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ایک دوست کہنے لگے گھر کا ماحول خراب ہے۔ ٹی وی کی وجہ سے اثرات پڑتے ہیں۔ فرمایا، کہ اس خراب ماحول میں نیک کام کرنے کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ جتنا امتحان اور آزمائش مشکل ہوتی ہے اتنا ہی اجر وثواب زیادہ ہوتا ہے۔

دکانداری میں پرہیزگاری:

ارشاد فرمایا، الحمد للہ ایسے بھی نوجوان ہیں جو کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں اور تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر رکھی ہے۔ اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک بندہ گھر میں رہ کر کہے کہ میں غیر محرم کو نہیں دیکھتا تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ وہ شخص جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی طرف

سے تکلیف ملنے پر صبر کرتا ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو سب سے کٹ کر تنہا زندگی گزارتا ہے۔ باہر ہجوم میں نکل کر اللہ کی حدود کا خیال رکھا جائے، نظر کی حفاظت کی جائے، شریعت کا لحاظ رکھا جائے تب بات بنتی ہے۔ سنت پر عمل یہ ہے کہ ہر عمل کے بعد استغفار کرے۔ اِعْمَلْ وَ اسْتَغْفِرْ عمل بھی کرو اور استغفار بھی کرو کیونکہ اگر نیک عمل میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو وہ پوری ہو جائے گی اور وہ عمل قبول ہو جائے گا۔ اور برا عمل ہو تو اللہ تعالیٰ توبہ کی برکت سے بخش دیں گے۔

خشیت الٰہی:

ارشاد فرمایا، نماز کے اختتام پر اللہ اکبر اور استغفر اللہ تین دفعہ کہے تو نماز کی کمی دور کر دی جاتی ہے۔ ایک مار کا ڈر ہوتا ہے ایک خشیت ہوتی ہے۔ خشیت ایسا خوف ہوتا ہے کہ جو شخص جتنا اللہ تعالیٰ کی عظمتوں سے واقف ہو جاتا ہے اتنا ڈر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ بادل کے آ جانے پر بھی ڈرتے تھے۔ کیونکہ پہلے اس طرح بادلوں سے پتھروں کی بارش ہو جایا کرتی تھی۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، ایک محدث درس دے رہے تھے اوپر سے بادل گزرا تو خاموش ہو گئے۔ شاگردوں نے وجہ پوچھی۔ فرمایا، مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس سے پتھروں کی بارش نہ شروع ہو جائے۔

عبادت پر استغفار:

ارشاد فرمایا، بزرگ ساری رات عبادت کرتے لیکن صبح کو استغفار کرتے اور کہتے کہ ہم نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عبادت کرتے اور صبح کو اپنی داڑھی پکڑ کر فرماتے، اے اللہ! ابو

حنیفہ تیرا مجرم ہے اس سے تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکا اسے معاف فرما۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی موت کے بعد ان کے پڑوسی کے بچے نے اپنے ابا سے پوچھا وہ ستون جو چھت پر ہوا کرتا تھا وہ کہاں چلا گیا؟ باپ نے بتایا کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ساری رات کھڑے عبادت میں گزار دیتے تھے وہ تو اب وفات پا گئے ہیں۔ اب تو وہ ستون قیامت تک نہیں دیکھے گا۔

گناہوں کی چادر:

ارشاد فرمایا، ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی خشیت مانگا کریں جس سے انسان گناہ سے رک جائے۔ ہم تو گناہ کو مکھی کی طرح سمجھتے ہیں بس ہاتھ مارا اڑا دی۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ کوئی گناہ صغیرہ نہیں ہے کیونکہ نافرمانی نافرمانی ہی ہوتی ہے خواہ کتنی ہی چھوٹی ہو۔ ہمارے دلوں میں خشیت اس لئے پیدا نہیں ہوتی کیونکہ دل پر گناہوں کی چادر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض اوقات معمولی غلطی پر انسان کی پکڑ ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہئے۔

منافقین کے نام:

ارشاد فرمایا، حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کو بلا بھیجا۔ حضرت حذیفہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے نام بتا دیئے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا مجھے ایسا علم ملا ہے کہ بتاؤں تو گلوں پر چھرے پھر جائیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں آپ سے منافقین کے نام نہیں پوچھتا لیکن اتنا بتا دو کہ ان میں عمر کا نام تو نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ آہ و زاری کرتے رہنا چاہئے کہ ہمیں نیکی اور پرہیزگاری کی نعمتیں مل جائیں۔ اعتکاف کرنے کے باوجود بھی ہماری بخشش نہ ہوئی تو افسوس کرنا چاہئے۔ اعتکاف والوں کو یقین

ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر مل جائے گی اگر اعتکاف میں بھی ہم نے لایعنی کام نہ چھوڑے تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اتنے شاگرد ہوتے تھے کہ ایک دفعہ دواتیں گنی گئیں تو 40 ہزار دواتیں تھیں۔ ایک مجمع میں 1200 ملکبرین کو گنا گیا۔ گویا 1200 ہارن فٹ کئے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بوقت موت اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے مٹی پر لٹا دو شاگردوں نے پہلے توقف کیا مگر بعد میں لٹا دیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے رخسار کو زمین پر رگڑنے لگے اور بار بار فرمانے لگے اے اللہ! عبداللہ کے بڑھاپے پر رحم فرما دے، اے اللہ! رحم فرما دے۔

شیطان کی کوشش:

ہماری مثال تو ایسے ہے جیسے کہ کسی کے پاس پونجی کم ہو اور اسے سامان زیادہ خریدنا ہو۔ شیطان کوشش کرتا ہے کہ ہمیں لایعنی باتوں میں مصروف کر دے اور واپسی کے گھر جانے کی تیاری میں سستی اور غفلت کرائے۔ ہمیشہ کام کرتے وقت بات کرتے وقت یہ سوچیں کہ یہ کام یا یہ بات قبر حشر میں ہمارے کام آئے گی۔ اگر دل کہے کہ کام نہیں آئے گی تو اسے چھوڑ دیں۔ یہ بھی سوچیں اگر آخرت میں معافی کے بغیر چلے گئے تو اپنے پیر و مرشد کے سامنے اور حضور ﷺ کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔

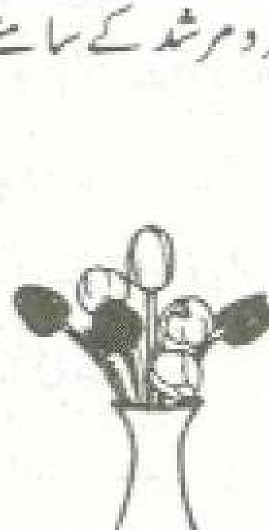

مجلس 8

حقوق العباد

زندگی کا مقصد:

ارشاد فرمایا، ہماری مثال اس طالب علم کی طرح ہے جس کے امتحان کا وقت معین ہو چکا ہو۔ وہ طالب علم ایسے وقت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور حتی المقدور کوشش کرتا ہے کہ وہ کامیابی حاصل کرے۔ ہم اس دنیا میں آرام کے لئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ مشقت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ کام کام اور بس کام ہونا چاہئے۔ نیند کی وجہ سے صبح کی نماز مشکل اور عشاء کی رکعات زیادہ معلوم ہوتی ہیں۔ یہ دنیا جاگنے کی جگہ ہے سونے کی جگہ نہیں ہے جب کہ قبر سونے کی جگہ ہے۔ اگر کوئی نوکر سارا دن کام کرے اور شام کو آقا کہہ دے کہ اچھا کام کیا تو اس کی ساری تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ قبر میں فرمائے گا میرے بندے تھکے ماندے آئے ہیں اور فرمایا جائے گا کہ دلہن کی طرح سو جا بس ساری تھکاوٹ اتر جائے گی۔

موت کے بعد ہے بیدار دلوں کو آرام
نیند بھر کے وہی سویا جو کہ جاگا ہوگا

سلف صالحین کا معمول:

ارشاد فرمایا، سلف صالحین چالیس سال کی عمر ہونے پر بستر لپیٹ دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اتنی عمر گزرنے کے بعد ہمیں رب تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ ٹانگیں پھیلا کر سوئے رہیں۔ سلف صالحین وقت گزرنے کے ساتھ عبادت کا وقت اور بڑھا دیا کرتے تھے۔ ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو بلا کر نصیحت کی اس گھر کے فلاں کونے میں گناہ نہ کرنا کیونکہ اس میں میں نے 6 ہزار دفعہ قرآن ختم کیا ہے۔ تن آسان شخص تو دنیا میں بھی کامیاب نہیں ہوتا بھلا وہ آخرت میں کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے کہ اتنی عبادت کرو کہ خالق اور مخلوق کو تم پر ترس آنے لگ جائے۔ انگریزی زبان کا ایک مقولہ ہے کہ دوست کے گھر کا راستہ لمبا نہیں ہوا کرتا۔ ہر انسان کے کچھ کام اپنی ذات کے لئے ہوتے ہیں اور کچھ دوسروں کے لئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مصلیٰ، تسبیح، مراقبہ کو ہی کافی نہیں سمجھتے بلکہ دوسروں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ بھی بڑی بات ہوتی ہے۔ آج کسی کے پاس بیٹھ کر دیکھو چند دن میں توبہ توبہ کرنے لگو گے۔ مقولہ ہے برتن میں جو چیز ہوتی ہے اس کو انڈیلا جائے تو وہی چیز باہر آئے گی جو اس کے اندر ہو گی۔ اس لئے جو انسانوں کے اندر ہے وہی باہر آتا ہے۔

انسان کی اصلیت:

ارشاد فرمایا، کسی کو کچھ دیر کے لئے تو دھوکہ دے سکتے ہیں یا کچھ لوگوں کو کچھ دیر کے لئے دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن سب لوگوں کو ہمیشہ دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی پیشی کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہے۔ انسان گناہ

اس وقت کرتا ہے جب آخرت سے بے فکر ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو ہر وقت آخرت کی فکر لگی رہتی تھی وہ کسی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لئے اس کی دنیا دیکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے کسی کی تعریف کی گئی۔ فرمایا، کیا تو نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ کاروبار کیا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ فرمایا، شاید تم نے اسے مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا ہوگا کیونکہ مسجد میں تو سبھی نیک نظر آتے ہیں۔ انسان کی اصلیت کا اندازہ تو دنیا کے کاموں سے چلتا ہے کہ وہ دنیا کے کاموں میں دین کا کتنا خیال رکھتا ہے۔

حقوق العباد کی فکر:

ارشاد فرمایا، ماں باپ سے بیٹے کی بات پوچھو، بہن سے بھائی کی بات پوچھ لیں، بیوی سے خاوند کی بات پوچھ لیں، بیچاری کے آنسو پر آنسو گریں گے مگر آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ آج تو یہ حال ہے کہ جس کے اوپر احسان کرو تو وہ دشمن بن جائے گا۔ ہماری توقعات تو یہ ہیں کہ ساری دنیا ہمارے حقوق پورے کردے لیکن ہم دوسروں کے حقوق پورے کرنے کی فکر نہیں کرتے۔ آج تو یہ حال ہے کہ جو جتنا قریب ہے اسے شریک کہہ کر دشمن خیال کرتے ہیں۔ یہ عجیب منطق ہے کہ جو جتنا قریب ہے وہ اتنا ہی متنفر ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم خود غرضی اور مفاد پرستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اللہ والے تو دشمنوں کے دل بھی تنگ نہیں کرتے، تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ دوستوں سے ہی برسرپیکار رہو۔

عبادت کا حصہ:

ارشاد فرمایا، تسبیح کرنا اور مصلی پر بیٹھنا عبادت کا ایک حصہ ہے۔ پوری عبادت نہیں ہے۔ انسان کی اصل آزمائش تو دوسروں سے سلوک کرنے کے

وقت ہوتی ہے۔ مسلمان کی پوری زندگی ہی عبادت ہونی چاہئے۔ مسلمان اگر ہر کام اتباع سنت کے مطابق کرے اور رضائے الٰہی کے لئے کرے تو یہ سب کچھ عبادت بن جائے گا۔ قیامت میں ایک بندہ ڈھیروں نیکیاں لے کر آئے گا لیکن لوگوں کے ساتھ جو برائیاں کی ہوں گی تو لوگوں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور وہ خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ اس طرح جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔ اگر ہمیں ہر معاملہ میں آخرت کی فکر ہو تو ہم یہ ظلم و زیادتی نہ کریں آخرت سے غفلت تمام گناہوں کی بنیاد بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر معاملہ میں ہو تو زندگی اس دنیا میں بھی جنت کا نمونہ بن جائے گی۔

جانوروں پر مہربانی کے واقعات:

ارشاد فرمایا، اللہ والوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ انسان تو کیا وہ جانوروں کے بھی حقوق ادا کرتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرتا رہے اور خود بہتر سلوک کی توقع نہ رکھے یہی مومن کی نشانی ہے۔ دوسروں کا فائدہ سوچنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا پیارا کام ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا۔
ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے اور تہجد پڑھنے لگے، فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک ٹھٹھری ہوئی بلی آپ کے کمبل میں لپٹی ہے تو بقیہ ساری رات ایسے مصلے پر ہی بیٹھے رہے۔ کیونکہ آپ کا یہ معمول تھا کہ دو نیندوں کے درمیان اٹھ کر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے یہی سنت بھی ہے۔ جو لوگ جانوروں کا اتنا لحاظ رکھتے ہوں وہ انسانوں کا کتنا خیال رکھتے ہوں گے۔
حضرت عمرو بن عاص رحمۃ اللہ علیہ فاتح مصر کے خیمے میں کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا تھا۔ آپؓ نے خیمہ یونہی چھوڑ دیا تا کہ کبوتر کو تکلیف نہ ہو اسی جگہ پھر ایک شہر

قسطاط کے نام سے آباد ہو گیا۔ جو جانوروں پر اتنا مہربان ہوا انسانوں کا کیسا خیر خواہ ہو گا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں جارہے تھے۔ راستے میں ایک کتا سویا ہوا تھا۔ آپ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ کتا نیند پوری کرتا رہا۔ جب کتا سو کر اٹھا اور اس نے راستہ چھوڑ دیا تو آپ گزرے۔ پھر آپ نے مثنوی لکھی جن کے متعلق کہنے والوں نے کہا ''نیست پیغمبر ولے دارد کتاب'' جو شخص دوسرے کے عذروں کو جتنی جلدی قبول کر لیتا ہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنی جلدی اس کے عذروں کو قبول کرے گا۔ پھلدار درختوں کو اگر پتھر ماریں تو بدلے میں وہ پھل دیتے ہیں۔ ہم سے تو درخت اچھے ہیں۔ جس ہتھیلی نے پھول کو مسل دیا پھول نے اس ہتھیلی کو بھی خوشبودار بنا دیا۔ اگر ان چیزوں میں ایسا اخلاق ہے تو انسان کا مرتبہ تو بہت اونچا ہے۔ ہمیں تو ان سے آگے بڑھ جانے کی ضرورت ہے۔ مجھے یہ مثال بڑی اچھی لگتی ہے کہ اے انسان! یہ گند اور گوبر جس فصل میں ڈال دیا جائے یہ اسے فائدہ پہنچاتا ہے اگر ہم اپنے ساتھیوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو ہم سے تو یہ گوبر کتنا اچھا ہے جو فصل کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

عورت کی خرابی کی وجہ:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا، کہ ایک بزرگ نے اپنی بیوی کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کیا، لیکن بیوی نے ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے سب اعمال ضائع کر دیئے۔ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کی ناراضگی بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں سے بچیں۔ عورت کے ساتھ جو جتنا اچھا سلوک کرے عموماً ناشکری ہی رہے گی حالانکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ عورتوں کی اس خرابی کی یہ بھی وجہ ہے کہ ہم انہیں صحیح تعلیم کے مواقع فراہم نہیں کرتے۔ تعلیم وتربیت کے بغیر انسان وحیوان میں بہت کم فرق رہ جاتا ہے۔ عورت خاوند کی زندگی میں اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی لیکن جب خاوند وفات پا جائے تو کہتی ہے کہ میرے سر پر میرا سائیں جو نہ ہوا اس لئے لوگ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ اے عورت! تیرا خاوند تیری جنت کا دروازہ ہے چاہے تو اسے کھول لے چاہے تو اسے بند کر لے۔ یہ اختیار تیرے پاس ہے۔ جس طرح چاہے کر لے۔

نیک عورت کے لئے اجر:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا، جو نیک عورت نیک اعمال کرنے والی ہو اور خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہو تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ایک بیوی اپنے بزرگ خاوند سے اچھا سلوک نہیں کرتی تھی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ کوئی ایسی چیز عطا فرما دے کہ میری بیوی کو معلوم ہو اور یہ کچھ قدر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پرواز عطا کر دی۔ وہ اڑ کر گھر کے اوپر سے گزرے۔ بیوی نے دیکھا لیکن پہچان نہ سکی۔ پھر جب وہ بزرگ گھر واپس آئے تو بیوی کہنے لگی بزرگ بنا پھرتا ہے۔ بزرگ تو وہ تھا جو اڑ کر گزر رہا تھا۔ بزرگ بولے نیک بخت وہ میں ہی تو تھا۔ فوراً کہنے لگی تبھی ٹیڑھے ٹیڑھے اڑ رہے تھے۔ ہم نے اصل میں عورتوں کی تعلیم کا کوئی بندوبست صحیح طور

پر کیا ہی نہیں۔ مردوں کو تو مولوی صاحب نے یا تبلیغ والوں نے یا کسی پیر صاحب نے دین کی راہ دکھا دی لیکن عورتیں کیسے درست ہوں؟ ان کی کیسے اصلاح ہو؟ انہیں تو ایسا کوئی ماحول ہی میسر نہیں ہوتا اور نہ ہم ان کے لئے نمونہ بنتے ہیں۔ اس میں ان کا بھی کیا قصور ہے؟

باوضو دودھ پلانے کی برکت:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بنگال کے دورہ پر گئے آپ کے ہاتھوں سات لاکھ مسلمان ہوئے اور 70 لاکھ بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب دورے سے واپس گھر آئے اور والدہ کو بتایا کہ میرے ہاتھوں اتنے اتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اتنے خوش نظر آ رہے تھے۔ ماں نے فرمایا، اس میں میرا بھی حصہ ہے۔ میں نے تجھے کبھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا تھا۔ یہ اس کا اثر ہے۔ آج یہ حالت ہوگئی ہے کہ بہت سی مائیں تو اپنا دودھ پلاتی ہی نہیں ہیں اور اگر پلاتی ہیں تو پورا تقویٰ و طہارت کا اہتمام نہیں کرتیں۔ بعض مائیں جس وقت ٹی وی اور وی سی آر دیکھتی ہیں ساتھ ہی بچوں کو Feed کرواتی ہیں۔ جو مائیں ٹی وی دیکھتے ہوئے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں بھلا وہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیسے پیدا کر سکتی ہیں۔ باوضو رہ کر کام کرنے کی بہت برکات ہوتی ہیں۔

؎ طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

بزرگوں کا تذکرہ بھی دل نور سے بھر دیتا ہے:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ کا دریائے دجلہ سے چند قدم دور وضو ٹوٹ گیا وہیں تیمم کر لیا۔ پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے کوئی بھروسہ نہیں کہ دریا کے پانی تک پہنچنے تک زندہ رہوں گا یا نہیں۔ اللہ والوں کو ہر وقت اپنی آخرت کی فکر لگی رہتی ہے۔ وہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے محبوب رب تعالیٰ سے ملنے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں۔ (بزرگوں اور اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت جی پر گریہ طاری ہو گیا اور کچھ سامعین پر بھی گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہو گئی)۔ ہمیں پرانے بزرگوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے بزرگوں کی باتوں میں بھی نور ہوتا ہے بلکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بزرگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی نور دلوں میں بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی 21 پشتوں کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں فرمایا گیا کہ دو یتیم بچوں کی یہ دیوار تھی اس لئے اس کے بنانے کا حکم دیا کیونکہ ان کے باپ نیک تھے وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا

اللہ والوں کی شان:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے فرماتے جو کھانا آپ کے سامنے پڑا ہے اس کے لئے پانی وضو کے ساتھ لگایا گیا، کٹائی وضو کے ساتھ کی گئی، چکی وضو کے ساتھ چلائی گئی، آٹا بھی باوضو گوندھا گیا، روٹی بھی باوضو بنائی گئی، کاش کھانے والے بھی اسے وضو سے کھا لیں۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں بزرگوں کی نیند بھی عجیب

نیند ہوتی تھی وہاں کسی کو حال پڑتا اور وہ اللہ اللہ کی صدائیں بلند کرتا دوسرے ساتھی بھی اٹھ جاتے پھر سوتے تو کوئی اور جذبات سے مغلوب ہو کر پکار اٹھتا اللہ اللہ اللہ۔ اسی طرح کے شب و روز گزرتے تھے۔ اللہ والوں کی محفل کی بھی کیا شان ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنا:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکڑیوں کے بڑے بڑے گھٹڑ اٹھا اٹھا کر لاتے۔ مقامی جاہل لوگ کہتے دیکھو جی پیر قریشی نے خراسان سے گدھا منگوایا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کو بلایا اور فرمایا کہ یہ لوگ آپ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں آپ اتنے بڑے بڑے گھٹڑ نہ لایا کریں۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے پہچانتے ہیں اس لئے مجھے گدھا کہتے ہیں۔ میری اوقات ہی کیا ہے یہ مولانا کی تواضع تھی۔ مفہوم حدیث ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بلند فرما دیتے ہیں۔ اسی عاجزی و انکساری کی بدولت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ العرب والعجم بنا دیا۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ملکوں ملکوں آپ کے ذریعے اور حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے پھیل گیا۔

مجلس 9

علم وعمل

آخرت سے غفلت:

ارشاد فرمایا، جو بندہ دل سے اللہ تعالیٰ کے در پر اپنے سر کو جھکا دیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فیض کو دنیا میں پہنچا دیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی قدر کرتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میرے شوق والے بندوں کا شوق میرے لئے بڑھ گیا اور میں ان کے لئے ان سے زیادہ بے چین ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی بے چینی بڑی سعادت اور غنیمت ہے اس میں سب سے بڑی رکاوٹ دنیا کی محبت ہے۔ ضرورت سے زیادہ مصروفیت انسان کو تباہ کر دیتی ہے اور آخرت کے معاملات سے غافل کرتی ہے۔ دنیا کے دھندوں میں کھو کر انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ غیر ضروری مصروفیات میں پڑ کر وقت کو ضائع کرنے کی بجائے ذکر فکر میں وقت لگائیں اور ایسے کام کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں جو آخرت کے نکتہ نظر سے فائدہ مند ثابت ہو سکے۔

زندگی ایک مہلت ہے:

ارشاد فرمایا، زندگی ایک مہلت ہے جس نے اس مہلت کی قدر کی وہ کامیاب ہوا۔ سلف صالحین وقت کو خرچ کرنے میں ایسا معاملہ کرتے تھے جیسا کوئی کنجوس کرتا ہے۔ جس طرح کنجوس انسان پیسے کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں زیادہ فائدہ کی امید ہو اس طرح سلف صالحین اپنے ایک ایک لمحے کو ایسی عبادت میں گزارتے ہیں جس میں اجر زیادہ ہو۔ ان کا کوئی لمحہ لایعنی باتوں میں نہیں گزرتا تھا۔ وہ لوگ اپنی زندگی بسر کرتے تھے کہ فرشتے ورطہ حیرت میں پڑ جاتے تھے۔ ان بزرگوں کے ساتھ بھی نفس وشیطان لگے ہوتے تھے۔ لیکن وہ ان پر قابو پا کر تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ لوگ اللہ والوں کی زندگیوں پر حیران ہوتے ہیں حالانکہ حیرانگی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دیا ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے غلاموں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے موجود سمجھتے تھے یہی سمجھتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھے ہیں۔

اصل زندگی:

ارشاد فرمایا، ایک بار ریش باخدا آدمی سے کسی نے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہوگی۔ اس نے جواب دیا یہی دس بارہ سال ہوگی۔ سننے والا حیران ہوگیا۔ فرمایا، اس بات پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہی عمر ہے جس میں میں نے اپنے رب تعالیٰ سے صلح کی ہے۔ یہی زندگی ہے پہلے تو شرمندگی تھی۔ جو زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اور اطاعت میں گزرے وہی اصل زندگی ہے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزرے اس پر جو افسوس ہوگا وہ جنت میں بھی پیچھا نہیں

چھوڑے گا۔ مفہوم حدیث ہے جنت میں بھی ان لمحات پر افسوس ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر دنیا میں گزارے ہوں گے۔ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کی یاد میں زندگی بسر کریں۔ بزرگ نصیحت بھی وصیت کے رنگ میں کیا کرتے ہیں وہ تقریر دل پذیر نہیں کیا کرتے بلکہ دردِ دل سے بات کیا کرتے ہیں جو دل سے بات نکلتی ہے پھر دل پر جا کر اثر کرتی ہے۔

موت سے پہلے توبہ:

ارشاد فرمایا، کل افسوس بھی کریں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کہتے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے وہ بھولا ہوا نہیں کہلاتا۔ جو زندگی میں موت سے پہلے پہلے توبہ کر لیتے ہیں وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں اس لئے ہمیں جلد از جلد توبہ کر کے خوش نصیب بن جانا چاہئے۔ اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر بڑی مشکل سے موقع ملے گا۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگ ایسی توبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ توبہ شہر بھر میں تقسیم کر دی جائے تو پورے شہر کے گناہگاروں کی بخشش ہو جائے ایسی توبۃ النصوح ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آ جائے۔

؎ نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

موت کی تیاری کی فکر:

موت سے پہلے کم از کم ایسا چہرہ تو بنا لو کہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کے قابل ہو جائے۔ اگر چہرہ ہی سنت کے مطابق نہ بنا سکے تو بقیہ زندگی کو کیسے سنت کے سانچے میں ڈھالیں گے۔ انسان آج کل آج کل کرتا جاتا ہے اور لینے

والے پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے کفن کا کپڑا بازار میں پہنچ جاتا ہے اور وہ غافل پھر رہا ہوتا ہے۔ ہمیں ہر وقت اپنی قبر اور آخرت کی فکر میں رہنا چاہئے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے تعلقات خراب کر لئے پھر سوچیں ہم تعلقات کس سے بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے ہم شاندار بنگلوں میں بھی خوش نہیں رہ سکتے۔ جسے شک ہو وہ ذرا غافل امراء کی زندگی کا نظارہ کرے۔

آخرت کے پیپر:

ارشاد فرمایا، وہ جوان کہاں ہیں جو ساری رات عبادت کرتے اور صبح استغفار اس طرح کرتے جیسے وہ رات بھر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے رہے ہوں۔ ایسے جوانوں کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ ایسے جوان ہاتھ اٹھاتے تھے اور لوگوں کی زندگیاں بدل دیتے تھے۔ وہ جوان دنیا سے محبت نہیں کرتے تھے۔ دنیا ایک پل کی طرح ہے کوئی عقل مند پل پر گھر نہیں بنایا کرتا۔ سلف صالحین کسی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھتے تھے ارشاد فرمایا، ہمارے آخرت میں دو پیپر ہوں گے ایک A پیپر قبر میں ہوگا اور B پیپر آخرت میں ہوگا اور وہ بھی لیک آؤٹ کر دیا گیا ہے۔ قبر میں تو یہ پیپر ہوگا کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ان کا جواب بن پڑے گا۔

چار سوال:

ارشاد فرمایا، مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا (جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں) بعض لوگوں نے دفتر کو خدا بنا رکھا ہے۔ اور رشوت اور بے ایمانی کرتے ہیں اور ملاوٹ کرتے ہیں گویا وہ رب تعالیٰ کو پروردگار نہیں سمجھتے۔ دنیا کی زندگی

میں ایک انگلی جل جائے تو رشتہ دار پوچھنے کو آتے ہیں اور جہاں تنہائی ہوگی قبر جہنم کا گڑھا بن چکی ہوگی نہ اپنا نہ پرایا کوئی بھی کام نہیں آئے گا وہاں کیا بنے گا۔

آغوش لحد میں جب کہ سونا ہوگا
جز خاک تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیس
ہم ہوئیں گے اور قبر کا کونا ہوگا

انسان کا B پیپر قیامت کے دن ہوگا۔ انسان جب تک چار سوالوں کے جواب نہیں دیں گے پاؤں ہل نہ سکیں گے۔

① زندگی کیسے گزاری؟
② مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟
③ جوانی کس عمل میں صرف کی؟
④ علم پر کتنا عمل کیا؟

علم کے باوجود گمراہی:

ارشاد فرمایا، علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے ضلال (گمراہی) ہوا کرتا ہے۔ زر پرستی، زن پرستی، شہوت پرستی، یہ خدا پرستی نہ ہوئی یہ تو نفس پرستی ہوئی۔ (کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا رکھا ہے) القرآن۔

بہت کچھ جان لینے پر تو بخشش نہیں ہوگی، جان لینا اور بات ہے اور مان لینا اور بات ہے۔ جو سگریٹ نوشی کرتا ہے وہ دوسروں کو نصیحت بھی کرتا ہے کہ مضر ہے، کمپنی بھی لکھتی ہے مضر صحت ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ مضر صحت ہونے کا علم تو ہے مگر

سگریٹ نوشی نے جڑ پکڑ لی ہے اور اس کو چھوڑنا مشکل ہو رہا ہے۔ یہ علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا ہے۔ معلوم بھی ہے کہ یہ چیز میرے لئے نقصان دہ ہے پھر بھی اس کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

علم کا غرور:

ارشاد فرمایا، نامحرم پر نظر ڈالنا اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے اس گناہ سے بالکل بچنے کی کوشش کریں۔ معمولی شرمندگی سے بچنے کے لئے جھوٹ بول دیتے ہیں بلکہ بعض لوگوں کی یہ حالت ہے کہ بلاوجہ ہی مذاق کے طور پر جھوٹ بولتے پھرتے ہیں۔ علم کے حاصل کرنے والو! مغرور نہ ہو جانا۔ جب تک اس میں خلوص پیدا نہ ہو جب تک تواضع پیدا نہ ہو جائے علم بہت کم فائدہ مند ہوا کرتا ہے۔ علم کا تکبر وغرور بہت ہی باریک راستہ سے آتا ہے کہ انسان کو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ جب تک کوئی رہبر و مرشد راہنمائی نہ کرے اس وقت تک علم کے تکبر سے بچنا بہت مشکل ہے۔

اللہ کی رضا:

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں لوگ کبھی کبھی لسی سے روٹی کھا لیا کرتے تھے۔ کبھی پھولوں کو پکا کر بھتہ ملتا تھا تو سالکین بہت خوش ہوتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی خاص نشانی ہوا کرتی ہے ان کی زندگی کی یہ خاص عادت ہوا کرتی ہے کہ جو کچھ مل گیا اسی پر راضی برضا ہوتے ہیں۔

دین کی خدمت کا جذبہ:

ارشاد فرمایا، حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی ماں نے دوسرے شہر تعلیم

کے لئے بھیجا۔ وہاں کچھ دیر تعلیم حاصل کی، گھر کی محبت اور ماں کی محبت کی خاطر چھٹی لے کر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ماں نے پوچھا کون ہے؟ کہا، بایزید ہوں۔ اندر ہی سے ماں نے کہا تم کون بایزید ہو؟ میرا بایزید تو تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا ہوا ہے۔ بس وہیں سے لوٹ گئے اور اس وقت واپس ہوئے جب عالم بن چکے تھے۔ ماں نے یہ جدائی دین کی خدمت کے جذبے سے برداشت کی کیونکہ اگر بچہ شروع ہی سے بن جائے تو بعد میں بڑی آزمائش میں نہیں پڑنا پڑتا۔ جس گھر میں باپ نصیحت کرے اور جھڑکے لیکن ماں جھڑکنے نہ دیتی ہو تو اس گھر میں کبھی تربیت نہیں ہو سکتی۔ تربیت کے لئے دب کر رہنا ضروری ہے ورنہ ادب نہیں آتا۔ جو مائیں تربیت درست انداز سے کرتی ہیں وہ پیار بھی بہت کرتی ہیں اور شیرنی کی آنکھ سے بھی دیکھتی ہیں۔ ابتدائی تربیت میں بچوں کو شروع میں واقعات اور کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور تھوڑی تھوڑی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہی فطری طریقہ تعلیم ہے۔ معصوم بچے پر ایک دم زیادہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ مومن مائیں مومن بچے پیدا کرتی ہیں۔

والد کی نصیحت:

پاکستان میں کسی جگہ کا واقعہ ہے۔ کلاس میں استاد نے سوال جواب شروع کرائے۔ چھوٹے چھوٹے سوال و جواب ہوتے رہے۔ کلاس میں ایک دن انسپکٹر آیا اور ایک بچے نے نعت سنائی، بچہ ادب کی وجہ سے نعت میں والا کی بجائے والے پڑھتا تھا اور انسپکٹر کے سامنے بھی یونہی پڑھ دیا حالانکہ اسے کہا گیا تھا کہ والا پڑھنا ہے۔

؎ وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے
مرادیں غریبوں کی بر لانے والے

انسپکٹر نے بھی بچے سے کہا کہ والا پڑھتا ہے والے نہیں۔ بچوں کو غلط یاد کرا دیتے ہیں۔ اس پر استاد نے اپنی سبکی محسوس کی حالانکہ بچہ تو ادب واحترام کی وجہ سے والے پڑھ رہا تھا۔ بچے سے پیار سے وجہ پوچھنی چاہئے تھی ، اس میں سبکی کی تو کوئی بات نہ تھی۔ بعد میں استاد نے کلاس لی اور اسی بچے سے دینی سوال پوچھے اور اپنے نبی ﷺ کا نام پوچھا لیکن وہ لڑکا خاموش رہا۔ کئی بار حضور ﷺ کا نام اس سے پوچھا گیا لیکن ہر بار وہ خاموش رہا۔ استاد نے بہت مارا حتیٰ کہ خون بہنے لگا۔ تفریح کے بعد استاد نے پھر کلاس لی اور نام پوچھا تو اس نے نبی ﷺ کا نام بتا دیا۔ اب استاد نے پیار سے پہلے نہ بتانے کی وجہ پوچھی تو بچے نے عجیب جواب دیا۔ پہلے میرا وضو نہیں تھا ، میرے والد نے فوت ہونے سے پہلے مجھے نصیحت کی تھی کہ بغیر وضو کبھی حضور ﷺ کا نام نہ لوں گا۔ اب استاد نے سوچا

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

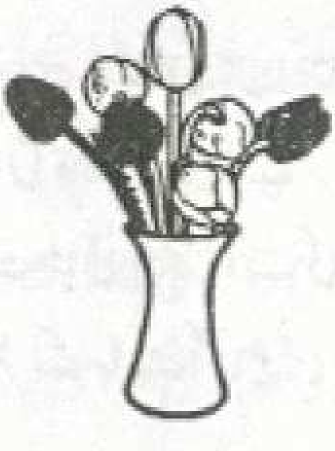

مجلس 10

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سادہ زندگی

علم کا مقصد:

ارشاد فرمایا، فارس کی فتح کے دوران ایک صحابیؓ بغیر زین کے گھوڑے اور ساز و سامان کے صرف ایک نیزے کے ساتھ عیسائی بادشاہ سے ملنے گئے۔ ان کی نظر ہتھیاروں پر نہیں تھی۔ بلکہ مسبب الاسباب پر تھی۔ ان کی قمیص میں ببول کے کانٹے بٹن کے طور پر لگے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے راستے میں نوجوان فوجی کھڑے کر دیئے اور قالین بچھا دیئے تا کہ وہ صحابیؓ مرعوب ہو جائیں۔ دربان نے ہوشیار باش وغیرہ کا نعرہ لگایا۔ صحابیؓ مسکراتے ہوئے بادشاہ کی طرف بڑھے اور فرمایا تو ایک گندے قطرے سے بنا ہے اور تکبر کے بول بولتا ہے۔ ماحول سے متاثر ہوئے بغیر بادشاہ کے برابر بیٹھ گئے اور فرمایا ہم غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہم دنیا دار بادشاہوں کے پاس اسی طرح جایا کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اسلام قبول کرنے اور ذمی بننے سے انکار کر دیا۔ صحابیؓ بولے، تلوار تمہارا اور ہمارا فیصلہ کرے گی اور تمہاری بیٹیاں ہمارے بستر بنایا کریں گی۔ اس

نوجوان صحابیؓ کو اللہ تعالیٰ کے خوف کے علاوہ کسی کا خوف نہ تھا۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

صحابہ کرامؓ نے حملہ کر کے ملک فتح کیا اور بادشاہ کی بیٹی گرفتار کر کے حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر یہ شہزادی ہے تو ہم اس کا شہزادہ حسینؓ سے نکاح کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ کی تمام اولاد انہی شہربانو سے چلی ہے۔

عبادت کا نچوڑ:

ارشاد فرمایا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ دعا ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے والے کے بارے میں فرمایا اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں پس میں قریب ہی ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جس طرح جسم میں دماغ بنیادی حیثیت کا حامل ہے اسی طرح عبادت میں دعا کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ دعا عبادت کا نچوڑ ہوتی ہے۔ اپنی حاجات کھل کر اللہ سے مانگیں۔